ترجمہ

تاویل الاحادیث

(ادارہ)

ط علیہ السلام

لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے جس
نے ان سے ادب سیکھا تھا اور ان سے سنا تھا، یہ تعلیم آپؑ کے
میں بیٹھ گئی تھی اور یہ ان کی نیکیوں میں سے ایک نیکی تھی، وہاں ایک قوم بستی تھی جن پر
بائی اور نفس پرستی نے غلبہ پالیا تھا اور انہوں نے ملک میں فساد ڈال رکھا تھا اور وہ جسمانی
ں کے حاصل کرنے میں بہائم سے جا ملے تھے، (اس لئے) اللہ نے ان پر غضب کیا۔

اللہ کی یہ حکمت تھی کہ ان کو ان کے بداعمال کی سزا سے پہلے ڈرائے اس لئے اللہ تعالیٰ
براہیم علیہ السلام کی طرف یہ وحی فرمائی کہ ان کو ڈرائے، اگرچہ یہ ڈرانا اپنے گروہ میں
ی ایک شخص کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔ پھر انہوں نے لوط علیہ السلام کو (ان کی طرف) بھیجا۔
نے جا کر ان کو وعظ و نصیحت کی اور سمجھایا لیکن اس تبلیغ سے ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر حکمت
لیسے سماوی اور ارضی اسباب کے انتظار میں رہی جن سے ایک ایسے واقعے کی تیاری ہو سکے
سے ان کو عذاب کیا جائے۔ پھر جب اللہ کا حکم آیا تو ملائکہ انسانی صورت کا لباس اوڑھ کر
یم علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے، کیوں کہ ڈرانے والے اصل میں ابراہیم علیہ السلام

ہی تھے اور ان کے ہی ہاتھ میں ان کی پیشانیاں مہمانوں کی صورت میں رکھی گئی تھیں۔ حضرت ابراہیم نے وہ کھانا جو مہمانوں کے لئے لائق ہوتا ہے ان کے سامنے رکھا اور جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس کو ہاتھ تک نہیں لگاتے تو انہیں اوپرا سمجھا اور ان سے نامانوس ہوا یہاں تک کہ جب آپ پر یہ واضح ہوا کہ یہ ملائکہ ہیں تو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے گھر والوں سے ظاہری وحشت زائل ہوئی اور ان کو خوشی حاصل ہوئی اور ان کے نفوس نے ملکوت کا رنگ اختیار کیا اس لئے (فرشتوں کی) ان کے حق میں یہ دعا تھی کہ "اے اس گھرانے والو! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں:"

(جاننا چاہئے کہ) ملائکہ اللہ کے روح ہوتے ہیں اور ایسی روح کی یہ خاصیت ہے کہ جب بھی اس کا کسی چیز پر گذر ہوتا ہے تو اس چیز کی زندگی اور شباب اس کی طرف لوٹ آتا ہے، جب ملائکہ نے (ان کے لئے) برکت کی دعا کی اور انہوں نے اپنی پوری کوشش سے یہ قصد کیا کہ بی بی سارہ کی حالت سدھر جائے (اور دوسری طرف) رحمت (الٰہی) بھی ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے مقبول ہونے کی منتظر تھی، تب اسی حالت میں بی بی سارہ جوان ہو گئیں (اس لئے کہ) بیٹے کی بشارت ملنے کے بعد ان کو ظاہری اور باطنی طور پر سرور اور تعجب لاحق ہوا اور بیٹے کے تخیل سے بدن کے اندر اس کی روح منشرح ہوئی اور انشراح میں برکت ہوئی جیسے کوئی مریض شدید مرض میں مبتلا ہو (اس میں کبھی ایسا ہوتا ہے) کہ اچانک فرح و سرور پہنچنے سے شفایاب ہو جاتا ہے اور اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ ضعف باہ والوں کو اگر قوی قوت والے لوگوں کی حکایتیں سنائی جائیں تو ان کے سننے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

پھر ابراہیم علیہ السلام نے ملائکہ سے پوچھا کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے آپ کو سب کچھ بتلا دیا۔ پھر لوط علیہ السلام کے قریہ کی طرف گئے اور ان کے ہاں اترے (ان کو دیکھ کر) لوط علیہ السلام کی قوم ان کے پاس دوڑتی ہوئی آئی، ان کا فساد کا ارادہ تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی لوط علیہ السلام کے خلاف معرکے میں جلد بازی اور دوری میں ہی اندھا کر دیا، پھر ان کے لئے زمین کو اس طرح لپیٹا (اور کم) کر دیا گیا کہ ان کے چلنے میں برکت رکھی گئی اور ان کو یہ حکم ہوا کہ (چلتے وقت) پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں تاکہ (اپنے) سیر کی مسافت کو زیادہ نہ سمجھیں لیکن ان کا ارادہ جو کہ روح الٰہی کے لئے ایک مثالی صورت کی طرح تھا پراگندہ ہوا پھر ان پر عذاب

نازل ہوا۔ اور وہ زمین سے سخت زلزلہ تھا اور بارش، ہوائیں اور اولے کے مادّے کے منعقد ہونے سے کنکر کے پتھر بن گئے تھے (ان سے بھی ان کو عذاب کیا گیا)

جاننا چاہیئے کہ کائنات جوّیہ کی قسم کے تمام عذاب جو آتے ہیں وہ سب ستاروں کے نامناسب اتصال کی وجہ سے آتے ہیں اور یہ تب ہی ہوتا ہے جب سمار (بادل) میں بارش بند ہو جاتی ہے۔ اور بڑی مدت تک اس میں بہت سے مادے جمع ہو جاتے ہیں پھر ان کے ساتھ ملاء اعلیٰ کا غضب اور لعنت بھی مل جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان اسباب میں بسط فرماتا ہے اور ان موادکو کبھی تو زلزلے اور مہیب آواز بنا دیتا ہے اور کبھی زمین میں دھنسنا ہوتا ہے اور کنکر کے پتھر برستے ہیں اور کبھی تند اور تیز تر ہوا بنا دیتا ہے اور کبھی ان کو گری ہوئی بجلی اور منتشر آگ کر دیتا ہے۔

تاویل احادیث یوسف علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی تقدیر میں تکلیف و مصیبت اور ان کے والد سے جدائی لکھی تھی، کیونکہ اس پر سماوی اسباب کی موافقت ہو گئی تھی، آخر آپؑ کو ایک بڑا واقعہ پیش آیا، جیسے بھائیوں کا ان کے ساتھ حسد کرنا اور یوسفؑ کو کنوئیں میں گرانا، پھر (تاجروں کے ہاتھ) فروخت کرنا اور ان کا زلیخا کے یہاں پہنچنا اور جیل ہونا۔ یہ تب تک ہوتا رہا جب تک بلاء و مصیبت کا زمانہ گذر گیا۔ پھر اللہ نے ان پر رحمت فرمائی اور اپنی رحمتوں کی ظاہری اور باطنی طور پر بارش برسائی، ان کے لئے اس حادثے میں ان کے پروردگار کی مختلف نعمتیں تھیں:

ایک یہ ہے کہ — یوسف علیہ السلام پاکباز تھے، ان کے خواب میں ان پر وہ سب ظاہر ہوا جو آخر امر میں ان پر اللہ کا انعام ہونا تھا، مثلاً مخلوق ان کی اطاعت کرے گی، ان کے ماں باپ ان کی تعظیم کریں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر فرمائی اور اللہ کی مراد کو معلوم کیا اور اپنے تنبّہ سے کلّی طور پر مقصد کے راز کو بھی جان لیا کہ یوسف علیہ السلام تعبیر واقعات (اور خواب) کے لئے (بھی) مستعد ہیں کیوں کہ خواب اور حوادث کے لئے کوئی تعبیر ہوتی ہے جس کو جامع تنبّہ کا مالک معلوم کر لیتا ہے۔ تنبہ جامع سے میرا مقصد یہ ہے کہ معنی مراد

کو قوت خیالیہ ایسی صورت پہنائے جو کہ طبیعت کی صورت کے مناسب ہو اور اس کی بنا طبیعت کلیہ کی اقتضاء پر ہوتی ہے، جب حقیقت اجمالیہ (اس کا) عالم ناسوت میں افاضہ کرتی ہے۔

ان عنایات میں سے دوسری عنایت یہ ہے کہ ۔۔۔ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان پر حسد کیا اور ان کو جان سے مار ڈالنے کا باہمی مشورہ کیا تو ان میں سے ایک کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے یہ نکلوایا کہ یوسفؑ کو قتل نہ کرو اور ان کو کنوئیں میں ڈال دو، پھر اللہ نے سب کو اس کی بات کا قائل کرا دیا۔ (اور اس کے کہنے پر اس کو قتل نہ کیا) تو خدا نے یوسفؑ کے قتل کو کنوئیں میں ڈالنے سے بدل دیا اور قضاء کو اس پر آسان کر دیا۔

ان پر تیسری عنایت یہ تھی کہ جب ان کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے اپنے حال کی جو آگے ہونے والا تھا اور ان کے بھائیوں کے حال کی وحی کی کہ وہ سب ان کے تابعدار ہوں گے اور یوسفؑ کی فضیلت اور ان کے حق میں اپنی خطا کا یہ کہہ کر اعتراف کریں گے کہ "تحقیق اللہ نے تجھ کو ہم پر فضیلت دی[1]" اس وحی کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ یوسفؑ کے دل کو تسلی ہو جائے اور اس سے اس کی وحشت دفع ہو جائے۔

چوتھی عنایت یہ ہے کہ اس حادثے کی بابت اقتضا یہ تھی کہ یوسفؑ ہلاک ہوں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا۔ حقیقت میں تو اس کو ہلاکت کا سبب نہ بنایا لیکن ظاہر، حکایت، گمان اور یعقوب علیہ السلام کے (ان پر) غم کرنے کے لحاظ سے اس کو ہلاکت کا باعث بنا دیا۔

پانچویں عنایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے، یوسف علیہ السلام کی خلاصی کے لئے یہ تقریب فرمائی کہ قافلے والوں کے دلوں میں یہ خیال ڈال دیا کہ وہ اس طرف کو جائیں اور اپنے میں سے ایک کو کنوئیں کی طرف بھیجیں ان کا یہ گمان تھا کہ وہاں پانی ہوگا اس طرح یوسف علیہ السلام پر اس کو اطلاع ہوئی اور اس نے ان میں رغبت دکھائی اور ان کی اس خیال سے حفاظت کی کہ ایک عمدہ پونجی ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اس سے یوسف علیہ السلام کی طول حیات مراد تھی اور ان کا اپنے کمال کی حد تک پہنچنا تھا۔

---

[1] سورۂ یوسف، آیت ۹۲

چھٹی عنایت یہ ہے کہ — جب ان کو مصر کے عزیز نے خریدا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ وہ اپنی بیوی کو یوسف علیہ السلام کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرے اور بیوی کے دل میں بھی یہ القا کیا کہ وہ ان کا خیال رکھے اور شاید ان کو اپنا بیٹا بنا دے۔ حق یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے حق میں اللہ کی مراد یہ تھی کہ ان کو ملک مصر میں سکونت دے اور بڑی نعمت سے پہلے ان پر اپنی رحمت کو کامل کرے۔

ساتویں عنایت یہ ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے سوا اللہ نے ان پر اپنی حکمت اور علم کو ظاہر فرمایا اور ان پر ملتِ حنیفی کو واضح کیا، اگرچہ ان کی بود و باش کافروں کی قوم میں تھی جہاں بُری رسمیں تھیں۔

آٹھویں عنایت یہ ہے کہ — جب عورت (زلیخا) ان پر عاشق ہوئی۔ اور ان کو پھسلانا شروع کیا، وہ ایک قوی مزاج والے جوان تھے، اور البتہ عورت نے فکر کی اس کی اور اس نے بھی فکر کی عورت کی[۱] تو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی دلیل ظاہر فرمائی۔ جس سے ان کے دل میں عصمت نے جوش مارا اور اس نے ان کے مزاج کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔ اگرچہ ان کا مزاج قوی تھا اور اس کی یہ صورت ہوئی کہ ان کو اپنے باپ (یعقوب علیہ السلام) کی صورت نظر آئی، جن کو وہ جانتے تھے کہ یہ (باپ) اللہ کے شعائر میں سے ہے اور وہ ملک میں اللہ کی طرف بلانے والے ہیں اور اس فعل سے ان کو روکنے والے ہیں۔

نویں عنایت یہ ہے کہ — جب یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی گئی اور لوگوں میں (آپ کی عصمت اور صداقت پر) کوئی گواہی دینے والا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بچے کو ایسی حکمت سے گویا کر دیا کہ جس سے ان کی برأت (اور صفائی) ہو گئی۔

دسویں عنایت یہ ہے کہ — جب عزیز مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو بنا سنوار کر عورتوں کو اس لئے دکھلایا کہ اپنے سے ان کی ملامت کو دفع کرے تو وہ عورتیں ان پر عاشق ہو گئیں، اور انہوں نے ان تک رسائی کی بڑی کوشش کی (ایسی حالت میں) بظاہر یوسف علیہ السلا

---

[۱] یہ سورۂ یوسف کی آیت ۲۴ کی طرف اشارہ ہے، مؤلف امام نے اس آیت کے تحت عصمت کی مزید تحقیق تفہیمات جلد ۱ ص ۲۶ میں فرمائی ہے۔

کی عصمت کا باقی رہنا مشکل معلوم ہوتا تھا اس لئے انہوں نے اپنے پروردگار سے اپنی خلاصی کی دعا مانگی، چاہے وہ خلاصی قید ہونے سے کیوں نہ ہو، جس قید کی زلیخا نے اپنی مقصد برآری کے لئے ان کو دھمکی بھی دی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان لوگوں کے خیال میں یہی آیا کہ ان کو قید کریں، اگرچہ ان کی برارت ہوگئی تھی۔

گیارہویں عنایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی رہائی اور مصر میں ان کو قوت دینے کی عجیب تقریب فرمائی اور ان کے لئے ایسا سبب مہیا کیا کہ عام اور خاص سب کی زبان ان کی مدح وثنا سے رطب اللسان ہو جائے اور (وہ تقریب یہ تھی کہ) دو شخصوں کو خواب دکھایا اور یوسف علیہ السلام کو اس خواب کی تعبیر کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے اس خواب کی مراد کو سمجھ لیا اور انہوں نے ساقی سے کہا کہ اپنے مالک کے ہاں ان کا ذکر کریں اور ان کے فضل کو ظاہر کریں۔

بارھویں عنایت یہ تھی کہ — جب اہل مصر کو ایک ایسے عظیم قحط نے گھیر لیا جس سے وہ ہلاک ہونے والے تھے تو اللہ نے ان پر رحم کرکے ان کے بادشاہ کے دل میں ان کی نجات کی تدبیر ڈال دی اور یہ تدبیر اور الہام یوسف علیہ السلام کے سوا پورا نہیں ہو سکتا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی تب ہی ہو سکتی تھی جب اس کے لئے (بادشاہ کے دل میں ہی کا) القار کیا جائے اور لوگوں کو یوسف علیہ السلام کی ضرورت ہو، تب اللہ تعالیٰ نے بادشاہ اور شہر کو یوسف علیہ السلام کا محتاج بنایا اور یوسف علیہ السلام کو بھی بادشاہ اور لوگوں کی طرف حاجت پڑی تاکہ جو کام ہونے والا ہے اس کو اللہ پورا کرے، اکثر حوادثات اسی طرح ہوتے ہیں جن میں بہت سے لوگوں کے لئے عنایاتِ باری جمع ہوتی ہیں۔

تیرھویں عنایت یہ تھی کہ یوسف علیہ السلام کو یہ توفیق عطا ہوئی تھی کہ تب تک وہ جیل خانے سے باہر نہ آئیں جب تک ان کی برارت نہ ہولے اور قبل اس کے کہ اللہ کی نعمتیں ان کو گھیر لیں، لوگوں میں ان کی صداقت کی تشہیر ہو جائے تاکہ ان کا صدق دنیا سے آلودہ نہ ہو جائے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ثنا فرمائی اور ان کے فضل کا اعتراف کیا آپؐ نے (ایک حدیث میں) فرمایا کہ اگر میں جیل میں اتنی مدت ٹھہرتا جتنی یوسف علیہ السلام

ہرے تھے تو میں داعی کی اجابت کرتا (یعنی جیل سے نکل آتا)[1]۔

چودھویں عنایت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حاکم بنایا اور مصر کے بادشاہ
یان کے دل اور دوسرے تمام لوگوں کے دل کو ان کا مطیع بنایا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے
سف علیہ السلام اور دوسرے تمام لوگوں کے لئے نعمت کر دیا۔

پندرھویں عنایت یہ تھی کہ اللہ نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں ان کے پاس
نے کی رغبت پیدا کی تاکہ غمزدہ لوگوں سے ملاقات ہو سکے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
پیدا ادر علم اسباب سب کو جانتے تھے وہ نظر لگنے سے ڈرے اور بیٹوں کو (اس سے) بچنے
، تدبیر بتائی۔

سولہویں عنایت یہ تھی کہ جب یوسف علیہ السلام نے یہ چاہا کہ اپنے بھائی (بن یامین)
اپنے پاس روک رکھے تاکہ دوسرے بھائیوں کی بے خبری میں اپنے اس بھائی سے انس حاصل
ے تو اللہ تعالیٰ نے (ایک تدبیر فرمائی کہ) ان کے بھائیوں سے یہ کہلوا دیا کہ جس کے سامان
ں (کھوئی ہوئی چیز) پائی جائے تو وہی اس کے بدلے میں جائے۔ وہ اپنے زعم میں اپنی
بت کے اظہار میں مبالغہ کر رہے تھے لیکن حقیقت میں غیر شعوری طور پر وہ یوسف علیہ السلام
مقصد برآری کی کوشش کر رہے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے دل میں یہ اجمالی وحی کی کہ وہ اپنے بیٹوں سے
ں گے، اور پھر ان پر اپنی رحمت پوری کی اور اس خوشی کے سلسلے میں جو ان کی رُوح کو بیٹوں
ملاقات والی بشارت سے پہنچی تھی ان کی بینائی لوٹ آئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب
ظاہر ہوا۔ پس یہ سب (عنایتِ الٰہی کی) علامات تھیں جو کہ یوسف علیہ السلام پر ظاہر ہوئیں
ہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے یہ سمجھ لیں کہ اللہ اپنی عنایت کو خلق میں کس طرح ظاہر

---

[1] اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور شیخین نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بروایتِ
ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن کثیر، جلد ۲، ص۴۸۱
مصطفیٰ احمد، مصر۔

فرماتا ہے، جب کسی شخص کو کسی ہلاکت سے بچا کر باقی رکھنا چاہتا ہے یا دنیا اور آخرت میں اس کے کمال تک اس کو پہنچانا چاہتا ہے۔ اور جب اللہ، کسی قوم کے بقا کا ارادہ کرتا ہے تو کس طرح نجات کی تدبیر دل میں ڈال دیتا ہے پھر جو بھی اس خدمت کے لئے مستعد ہوتا ہے اس کو اس تدبیر کی خدمت میں لگا دیتا ہے اللہ کی آیات میں تمہیں تدبر کرنا چاہیئے اور تمہیں یہ بھی جاننا چاہیے کہ خدا کی تدبیر مخلوق میں کس طرح کام کرتی ہے۔

تاویل احادیث ایوب علیہ السلام

ایوب علیہ السلام، نعمت، ثروت، آرام، عبادت اور نظافت میں رہتے تھے۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے یہ ان کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور برائیوں سے ان کو روکتے تھے۔ اور ان کو ملتِ حنیفی کی طرف بلاتے تھے، قوم کے فقراء اور مساکین کی حاجت روائی کرتے تھے۔ پھر موافق ہو گئے اسبابِ سماوی مصیبت پہنچانے پر، ان کے مال و اہل و عیال اور جسم، سب پر۔ اور اس وقت بھی ان کے پروردگار کی ان پر یہ عنایتیں تھیں کہ ان پر خیر کا فیضان ہوتا تھا اور ان کو (قلبی) اطمینان تھا، ان کی یہ حالت ان اصولوں میں شمار ہوتی ہے جن سے اللہ کے لئے ان کی فرماں برداری اور اطاعت کی وضاحت ہوتی ہے، یہ حالت ان کے نامۂ اعمال میں لکھی گئی اور اس پر اللہ نے ان کے شکر بجا آوری کو قبول فرمایا۔

جب ان کی مصائب جاتی رہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمتیں برسائیں اور جو رحمت پوشیدہ تھی وہ ظاہر ہوئی اور ان سے کہا گیا "لات مار اپنے پاؤں سے یہ چشمہ نکلا نہلانے کو ٹھنڈا اور پینے کو"[1] زمین پر لات مارنا تو اسباب ارضی میں اللہ تعالیٰ کی عنایت تھی تاکہ وہ یوں ہی بیکار نہ رہ جائے۔ (اس سے) وہاں پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا، جس کی یہ خاصیت تھی کہ اس کے استعمال سے جذام کا خاتمہ ہو جائے، جس طرح گندھک کے چشمے کی خاصیت ہوتی ہے خارش کا ازالہ۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس پانی سے نہائے اور اسے پیا، جس سے ان کا سارا بدن اچھا ہو گیا اور مرض کا مادّہ جاتا رہا، حضرت ایوبؑ اور ان کی بیوی دونوں کا

---

[1] سورت صٓ، آیت ۴۱، ۴۲

ؤانی اور شباب لوٹ آیا، پھر ان کی جتنی اولاد ہوئی تھی وہ اور اس قدر مزید ان کے لئے
پیدا ہوئی۔ اور اپنے زمانے کے لوگوں اور ان کے بعد کے آنے والے لوگوں سب میں سچے (مشہور)
ہو گئے۔ اللہ نے ان کے مال میں برکت کی جس طرح اس سے پہلے برکت کی تھی یا اس سے
بھی زیادہ۔

ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام غسل کر رہے تھے کہ اللہ کی رحمت سے ٹڈیاں آئیں
اور جب ان کے گھر میں گر پڑیں تو سب سونے کی ہوگئیں اور ان میں سے ایک گھر کے باہر گری
تو اس کو بھی اٹھا لائے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ جب کسی طرف سے رحمت متوجہ ہوتی ہے تو
حتی الامکان (اس کو چھوڑنا نہ چاہئے) اس کا پیچھا کرنا ضروری ہے۔

حضرت ایوبؑ نے یہ منت مانی تھی کہ اپنی بیوی کو سو دُرّے ماریں گے اور اللہ تعالیٰ کی
نظر رحمت اور آسانی کی نظر تھی تو نذر کی الفاظ میں منت کی حقیقی صورت کو چھوڑ کر اس کی ظاہر
صورت پر اکتفا کی کیوں کہ ایک سو مرتبہ مارنے کے معنی ہیں شدید درد پہنچانا اور اس سے
ظاہری مراد ہے ایک سو مرتبہ مارنا۔ (چاہے وہ ایسی شکل میں ہو کہ اس سے کوئی خاص
تکلیف نہ پہنچے،) اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں کے ساتھ برتاؤ ایسا ہی ہوتا ہے کہ
ان سے حدود شرعیہ کی ظاہری صورت پر اکتفا کی جاتی ہے اصل حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے
یہ اللہ کی عنایت اور ارادے سے ہوتا ہے جس کا تعلق ان شرائع سے ہوتا ہے جو ملاء اعلیٰ کے
سینوں میں بنتی ہیں (یعنی ملاء اعلیٰ میں ان کا فیصلہ ہوتا ہے) پھر ان میں ان شرائع اور احکام
کی وجہ سے حرج اور تکلیف نظر آتی ہے، اسی طرح ہر پسندیدہ نظام کے ساتھ حق تعالیٰ کا
یہی برتاؤ ہوتا ہے۔ جب اسباب ارادی اس پر موافقت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان
عدل اور انصاف سے اسی طرح فیصلہ کرتا ہے کہ شئ کے ایک پہلو کو لیا جاتا ہے اور دوسرے
کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

تاویل احادیث شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام صاف دل والے مؤمن، اپنے پروردگار
کے فرماں بردار تھے۔ ان کی قوم نے زمین میں فساد کیا اور لوگوں کے حقوق میں بے انصافیاں

کیں اور بدرسموں پر جمع ہو گئے تھے ، مظلوم لوگ فریاد کرتے تھے لیکن ان کی کوئی نہیں سنتا تھا ، انہوں نے اللہ اور آخرت پر ایمان کو بالکل بھلا دیا تھا ۔ اللہ کی حکمت کا یہ تقاضا تھا کہ شعیب علیہ السلام کی طرف یہ وحی فرمائے کہ وہ ان کو (گناہوں کی پاداش میں) خدا کی طرف سے جو سزا ملنے والی تھی اس سے ڈرائے اور ان کو خدا کے غضب سے باخبر کرے

جب شعیب علیہ السلام کے (سمجھانے اور) ڈرانے سے کوئی نتیجہ نہ نکلا تو حکمت الٰہی منتظر رہی ، تاکہ جب ایک دراز مدت تک ان سے بارش رک گئی ، زمین کے مواد بند ہو گئے اور شدت کی گرمی ہوئی تو اللہ کا حکم آپہنچا ، ان پر گرم ہوا چلی پھر ان میں اضافہ ہوا اور وہ آگ ہو گئے اور ان پر رعد کی مہیب) آواز آئی ۔(اس سے) وہ ہلاک ہو گئے ۔ حضرت شعیب علیہ السلام جس طرح پہلے اپنے رب کے فرماں بردار تھے اسی طرح اب بھی مطیع مؤمن رہے اور قوم کے ساتھ جھگڑنے اور ڈرانے کا خیال جو ان کے سینے میں جوش مارتا تھا وہ ختم ہو گیا اور یہ جوش ملاء اعلیٰ میں قوم شعیب پر لعنت اور غضب کرنے کے فیصلے کے نتیجے میں تھا ۔ حضرت شعیب علیہ السلام پر ایک حالتِ الٰہی کا نزول ہوا تھا اس سے وہ لذت حاصل کرتے تھے ۔ اور اس لئے ان کی یہ خواہش تھی کہ بعض افراد ایمان لائیں اور بعض نہ لائیں ۔

تاویل احادیث موسیٰ وہارون علیہما السلام

جاننا چاہیئے کہ فرعون نے اللہ اور اس کے شعائر سے تکبّر کیا اور اس نے اپنی خدائی کا دعویٰ کیا ، خدا کی مخلوق کو اپنا غلام بنایا ، ملک میں فساد کیا اور بنی اسرائیل پر ان کے بیٹوں کے قتل کرنے اور ان کو ذلیل وخوار رکھنے سے غلبہ حاصل کیا ۔(اس دور میں) بنی اسرائیل ملک میں اللہ کی مخلوق میں سب سے اچھے لوگ تھے ، انہوں نے اللہ کے آگے عاجزی سے فریاد کی (ان کی دعا قبول ہوئی) اللہ تعالےٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم پر ان کے بد اعمال کی سزا میں عذاب بھیجے اور کمزور بنی اسرائیل پر احسان فرمائے اور ان کو (قوموں کا) پیشوا بنائے اور ان کو زمین کا وارث کرے ۔ تب اللہ نے (اپنی مراد کو بروئے کار لانے کے لئے) ایک عظیم الشان شخص کی پیدائش کا حکم کیا جس کا یہ کارنامہ ہوگا کہ فرعونی اس کے ذریعے ہلاک ہوں گے اور بنی اسرائیل اس کی مدد سے (فرعونیوں کے

مظالم سے) نجات پائیں گے۔ پھر اس شخص پر اس کے شروع سے لے کر اس کے قوت پلنے تک اللہ تعالیٰ کی عنایتیں تھیں اور اس کو پورے طور پر آزمایا تاکہ اس پر اس کی جبلت منکشف ہو اور اس کی استعداد میں جو چیز پوشیدہ ہے وہ ظاہر ہو جائے۔

ان عنایات میں سے ایک عنایت یہ تھی کہ فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں میں دایاؤں کو جاسوس بنا کر بھیجا اور (اللہ نے) موسیٰ علیہ السلام کو ان سے اس طرح چھپا لیا کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہاں کسی کو حمل نہیں ہے۔ پھر جب وہ پیدا ہوئے تو ان کی ماں کے دل میں ان کی نجات کے حیلے کا الہام کیا کہ اس کو دودھ پلاتی رہ! پھر جب تجھ کو ڈر ہو تو ڈال دے اس کو دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کھا ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے[1]

اس کی عملی شکل یہ تھی کہ اس (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ) کے دل میں یہ بات آئی کہ موسیٰ کو اپنے پاس رکھنے میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اور اگر اس کو دریا میں ڈال دیا جائے تو یہ اس کی خلاصی کا سبب ہو سکتا ہے، اور شاید یہ وہی نبی مرسل ہو جس کی علماء بنی اسرائیل نے بشارت دی ہے اور جس سے فرعون خائف ہوگا۔ یہ الہام پہلے تو ایک معمولی خیال کی شکل میں نمودار ہوا پھر اس میں اضافہ ہوا اور اس خیال میں (عزم کی طرح) اتنی قوت پیدا ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو اس سے نہ روک سکی، (تدبیر الہیہ اور الہام نے) دریا میں شدید موجوں کو ابھارا اور ان موجوں نے صندوق کو آل فرعون تک پہنچا دیا، انہوں نے اس صندوق کو نکال لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رغبت ڈال دی وہ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ بچہ ان کے لئے سودمند ہوگا اور وہ اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے۔

(اس میں) صریح حق بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی اچھی تربیت ہو اور اس کو فرعون کے خوف سے مامون و محفوظ بنائے؛ اور اللہ کی یہ

---

[1] یہ سورۂ قصص کی ساتویں آیت کی طرف اشارہ ہے۔

شان رہی ہے کہ جب کسی ملت یا حکومت کی ترقی چاہتا ہے تو اکثر اوقات ایک فاجر آدمی کے دل میں اس کے ذہن کے موافق ایک خیال ڈال دیتا ہے اور وہ شخص اس کا مرتکب ہوتا ہے، اس طرح حق تعالیٰ اپنی مراد کو پورا کرتا ہے کہ اس شخص کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔ اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ اس دین کو ایک فاجر و فاسق آدمی سے قوت دیتا ہے[1]

پھر جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل فارغ ہوا[2] اس لئے کہ وہ الہام الٰہی کی مناسب طور پر تابعدار ہو کر طبیعت کے احکام سے جدا نہ ہوئی تھی اس لئے وہ سوچ میں پڑ گئی اور اس نے یہ سمجھا کہ اس سے تدبیر میں خطا واقع ہوئی ہے اس سے پہلے کہ موجیں صندوق کو کہیں لے جائیں اس پر صندوق کی تلاش ضروری تھی، لیکن خدا نے اس کے دل کو مضبوط کیا، پھر کبھی تو وہ یہ کہتی تھی کہ شاید خدا وہی کرے جس کی مجھے آرزو ہے اور کبھی اس راز کو بے قرار ہو کر فاش کرنا چاہتی تھی۔

---

[1] یہ صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے، اصل روایت حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ ہم خیبر (کی لڑائی) میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے حق میں جو مدعیٔ اسلام تھا، فرمایا کہ "یہ شخص جہنمی ہے" لڑائی کے موقعہ پر اس شخص نے دشمنوں سے سخت لڑائی لڑی اور شدید زخمی ہو گئے، اس شخص کے بظاہر اس مجاہدانہ کارنامے کو دیکھ کر بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (اس شخص کے حق میں کہی ہوئی) بات میں شک کرنے لگے لیکن ہوا یہ کہ جب اس زخمی شخص نے شدید درد کو محسوس کیا تو خودکشی کر لی اور لوگوں نے دوڑ کر آپ کو اس کا سارا قصہ سنایا، تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ "جنت میں مؤمن ہی داخل ہوتا ہے۔ بیشک اللہ دین کو فاجر آدمی سے تائید دیتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص۶۰۴ ۔ اصح المطابع)

[2] سورۂ قصص کی آیت ۱۰ کی طرف اشارہ ہے۔ [3] سورۂ قصص آیت ۱۱ ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ والدۂ موسیٰ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہوں اور وہی موسیٰ کی پرورش کرے اور فرعون سے بے خوف ہوکر ان کو دودھ پلائے۔ تاکہ یہ امر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے لئے زیادہ مناسب اور ان کے نسب کے لئے مزید استحکام کا باعث اور ملتِ حنیفی کو اپنے لئے مذہب قرار دینے کے لئے زیادہ قریب ہو، تاکہ حضرت موسیٰ کی والدہ سمجھ لے کہ یہ بات جو اس کے سینے میں ڈالی گئی ہے وہ درحقیقت اس کے پروردگار کی طرف سے الہام تھا، اس طرح وہ اپنے رب کی فرماں بردار اور اس کی شکرگذار ہو جائے تاکہ یہ بات اس کے کمال میں اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہو، تب اللہ تعالیٰ نے یہ تقریب فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہر کسی کا دودھ پینا حرام کردیا آپؑ نے کسی بھی دودھ پلانے والی عورت کی چھاتی کو منہ نہ لگایا۔ ہر دودھ کو بدمزہ سمجھنے لگے یہاں تک کہ وہ لوگ عاجز آگئے، پھر جب ان کو موسیٰؑ کی والدہ کے متعلق علم ہوا (اور وہ دودھ پلانے کے لئے بلائی گئی) تو ان کا دودھ انہیں خوش گوار معلوم ہوا، اور یہ دودھ پلانے والی مقرر ہوئی۔

پھر حضرت موسیٰؑ اپنے عقل اور علم میں بڑھتے گئے اور ان پر ان کی فطرت کھلتی گئی یہاں تک کہ جب اپنی قوت کو پہنچے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت اور علم عطا فرمایا اور وہ احکامِ الٰہی کی تاویل سمجھ گئے اور ملأ اعلیٰ سے منصبغ (اور مستفیض) ہونے کے لئے تیار ہوگئے، پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی تربیت سے خلاصی دینے اور اس سے نجات دینے کا ارادہ فرمایا تاکہ وہ (فرعون سے جدا ہوکر) اپنے علم اور ہدایت میں کامل ترین انسان ہوں، کیوں کہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جن پر ان کی فطرت کا انشراح مؤمنوں کی صحبت سے کمال کو پہنچتا ہے اور فرعونی لوگوں کی صحبت اور ان کی چال وچلن حضرت موسیٰؑ کو (اس کمال تک پہنچنے سے) مانع تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے (ان کو فرعون سے الگ رکھنے کے لئے) ایک ایسی تقریب فرمائی جو ان کی عصمت سے بھی نہ ٹکراتی تھی اور (وہ یہ تھی کہ) حضرت موسیٰؑ اصلاح کے لئے ایسے دو شخصوں کے بیچ میں پڑ گئے جو ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے، اور اس سے ظالم کی تادیب مطلوب تھی، آخر آپؑ کے ہاتھ سے وہ مرگیا اور انہوں نے اس زبان

سے جو اس دور میں متعارف تھی، اللہ سے بخشش مانگی اور اللہ نے اس کی توبہ قبول کی اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے دل پر جو پردہ تھا اس کو ہٹا دیا ، یہ پردہ اس لئے ہوا تھا کہ انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ میں نے گناہ کیا ہے ، ورنہ وہ تو اس قتل میں اللہ کے امر کے غلام اور مطیع تھے ۔لیکن اس وقت کی زبان اور اس کے حال کا یہ تقاضا تھا کہ وہ اس راز کو نہ سمجھے اور وہ شرعی حکم ان پر مشتبہ رہے جس کو وہ شریعت سے جانتے تھے تب وہ ڈر گئے ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی زبان سے جس کی حضرتِ موسیٰؑ نے مدد کی تھی اور اس پر احسان کیا تھا ایسی چیز کہلوا دی جس میں ان کی ہلاکت کا خوف تھا ، یہ خدا کی طرف سے ایک تدبیر تھی تاکہ موسیٰ علیہ السلام فرعون سے نکل جائے اور اس کی نعمت سے امید اٹھا لے اور یہ اس طرح ہوا کہ اس شخص نے موسیٰ علیہ السلام کے اس قول سے کہ " تو واضح گمراہ ہے " یہ سمجھ رکھا کہ حضرت موسیٰ اسے پکڑنا چاہتے ہیں - پھر یہ خبر پھیل گئی اور شہر میں مشہور ہو گئی اور فرعون غصہ ہوا ، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے مخبر سے ایسی بات کہلوا دی جو انہیں مصر سے نکل جانے پر برانگیختہ کرے ۔

پھر جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف سوا کسی زادِ راہ ، سواری اور رہنما کے چلے اور اپنا کام اللہ کو سونپا اور اس پر توکل کیا تو اللہ نے ان کی حفاظت اور رہنمائی کی اور جب مدین کے پانی پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا سبب فرمایا جس سے ان کا مدین میں رہنا ممکن ہو جائے اور وہ یہ تھا کہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ ڈال دیا کہ حضرتِ شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو بلا کسی معاوضے کے پانی پلائے اور دوسری طرف شعیب علیہ السلام اور ان کی دو بیٹیوں کے دل میں حضرتِ موسیٰؑ کے حق میں رغبت پیدا کی کیوں کہ وہ طاقت ور اور امانت دار تھے اس لئے ان کو گلہ بانی کے لئے مقرر فرمایا اور وہ بھی یہی چاہتے تھے ۔

(حضرتِ شعیبؑ نے ان سے کہا کہ کوئی عصا لے لو) خدا نے حضرتِ موسیٰؑ کو اس لاٹھی کے اٹھانے کی ہدایت فرمائی جس کے انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کے بعد وارث ہوتے آتے تھے اور اس میں برکت تھی ، پھر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام مصر کی طرف

نکلے اور یہ سفر بظاہر تو اپنی قوم کی محبت کی وجہ سے تھا لیکن فی الحقیقت اس سے اللہ امرِ رسالت کو پورا کرنا چاہتا تھا اور جب حضرت موسیٰؑ علیہ السلام وادی طویٰ کو پہنچے، (اور یہ برکت والی وادی تھی جہاں ملائکہ کی روحیں جمع ہو گئی تھیں) تو خدا نے ایک تقریب فرمائی، حضرت موسیٰؑ کو آگ اور راستہ معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور ان کی بی بی کو دردِ زہ شروع ہوا (اس وقت) سردی ہو گئی اور راستہ (بھی) بھول گئے۔ پھر جب اس وادی میں ایک بیری کے درخت کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ایک ایسی عجیب تجلی فرمائی کہ اس جیسی تجلی اس سے قبل دوسرے کے لئے نہ ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ملاءِ اعلیٰ (مقدس ملائکہ کی جماعت) میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رِیاً مُّشَافَہہ خطاب کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ طبیعت کے سخت، بہادر اور غیور تھے تو آپؑ کی طبیعت نے اس جگہ پے در پے آگ کا تصور کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کی صورت کا افاضہ کیا اور یہ آگ عناصر کی قسم سے نہ تھی بلکہ خالص عالمِ مثال کی چیز تھی، اسی طرح خدا نے ملاءِ اعلیٰ کی زبان پر آگ کے اندر حضرت موسیٰؑ سے رو برو کلام کیا۔ (اس کو دیکھ کر) حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے۔ اللہ نے اس کو مانوس کیا اور ان سے فرعون کی طرف جانے اور اس کو ایمان کی طرف بلانے کا حکم فرمایا اور ان کو عصا اور روشن ہاتھ کا معجزہ دکھایا۔

اب ان دونوں کی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح عالمِ مثال کا ظہور کبھی ایسے موجود کی صورت میں ہوتا ہے جس کا کسی بھی موجودِ طبیعی مانند آگ کے کوئی ربط نہیں ہوتا، اسی طرح عالمِ مثال کبھی جسم طبیعی میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کو مثال کا حکم دیا جاتا ہے اور اس پر مثالی ہستی غالب آتی ہے تب وہ ناسوتی مثالی عصا بن جاتا ہے[1] اور اس کی دو شاخیں اژدہے کے دونوں جبڑوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہاتھ میں چمک تھی وہ بعینہٖ نور ہو گیا۔ اور اس دور میں جادو انسانی حواس میں تصرّف کرنے کا نام تھا یہاں تک کہ لوگ اجسامِ طبیعی میں وہ اوصاف اور عوارض خیال کرتے تھے جو درحقیقت ان میں نہیں پائے جاتے تھے۔ پھر ظاہر ہوا حق اس جیسی صورت میں، اور جادو باطل تھا کیونکہ وہ ایسا تخیل ہے

---

[1] یعنی عالمِ مثال اور عالمِ ناسوت دونوں سے اس کو بہرہ ملتا ہے۔

جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ اور یہ (عالم مثال سے آنا) حق ہے کیوں کہ اس کی اصل ہے۔

حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ تمام عنایات جو ان پر ہوتی تھیں کھول کر بتائیں مثلاً جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی ماں کو وحی فرمائی اور جس وقت ان پر اپنی محبت ڈالی، اسی طرح اس وقت سے لے کر اس حالت تک[1]۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو علم عبادت کے اصول سکھائے اور فرعون پر دلائل سے غلبہ پانے کا علم۔ موسیٰؑ نے بہت چیزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال کئے، جیسے اس کی زبان سے لکنت کی گرہ کا نکلنا اور ان کے بھائی (ہارون) کو ان کے لئے وزیر مقرر کرنا۔ حضرت موسیٰؑ نے جو کچھ سوال کئے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ سب ان کو عطا کیا۔

پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مقابلہ شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کی ان کے حق میں (بے انداز) عنایتیں تھیں اس لئے کہ وہ اللہ کے پیارے اور پسندیدہ تھے اور اس کی کچھ نشانیاں بھی تھیں جیسے فرعون اور اس کی قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا ہونا۔

ان عنایات اور آیات میں سے ایک یہ تھی کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کے پروردگار کے متعلق پوچھا تو حضرت موسیٰؑ نے اس کا واضح آیات ہی سے جواب دیا۔ کیوں کہ ذات باری کی پہچان تھوڑے لوگوں کے سوائے دوسروں کو نہیں ہوتی، اور احکام الٰہی عام اور سب لوگوں کو شامل ہیں۔ فرعون نے معجزہ طلب کیا تو آپؑ کی عصا اژدھا بن گئی اور آپؑ نے جب ہاتھ نکالا تو کسی عیب کے سوا چمکتا نظر آیا اور انہوں نے جادوگروں کو عاجز کر دیا اور حق واضح ہوگیا۔

---

[1] یہ مضمون سورت طٰہٰ کی آیت ۳۸ سے شروع ہوکر آیت ۴۱ تک ختم ہوتا ہے۔